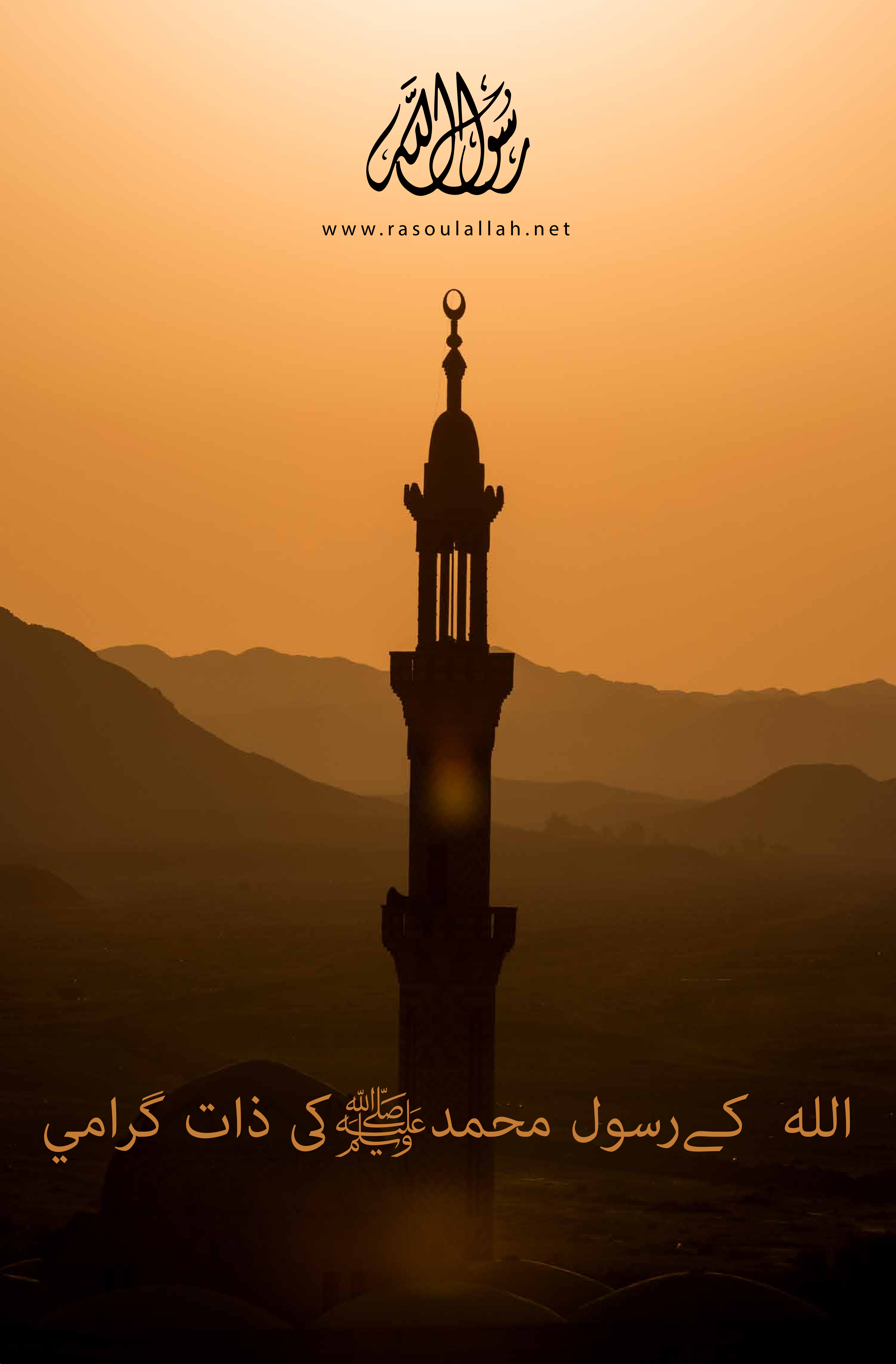

www.rasoulallah.net

الله کے رسول محمد ﷺ کی ذات گرامي

Sheikh/ Faraj Hadi

Not for Sale

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست عناوین

03 مقدمہ
04 محمد ﷺ اپنے آپ کے ساتھ
05 محمد ﷺ اپنے خاندان کے ساتھ
07 محمد ﷺ حق گو اور انصاف پسند شخص تھے

09 محمد ﷺ اچھے اور پیارے اخلاق والے شخص تھے
10 محمد ﷺ علم و فن اور تہذیب و تمدن کے شخص تھے
12 محمد ﷺ رواداری کے شخص تھے
14 محمد ﷺ مذہب اور ریاست والے شخص تھے

15 محمد ﷺ صفائی اور ماحول و سوسائٹی کی دیکھ بھال کرنے والے شخص تھے
17 محمد ﷺ باذوق اور خوبصورت شخص تھے
18 مسکراہٹ محمد ﷺ کا شعارتھی
19 محمد ﷺ بردباری اور اچھی طرح درگزر و معاف کرنے والے شخص تھے

21 محمد ﷺ سہولت اور آسانی والے شخص تھے
22 محمد ﷺ نرم دل ساتھی تھے
24 محمد ﷺ عظیم اور اعلی ریاضت ورزش پر ابھارتے تھے
25 محمد ﷺ ممتاز وبےمثال شہری منصوبہ بندی کے بانی ہیں

26 محمد ﷺ ایک عظیم مربی و معلم تھے
28 محمد ﷺ جنگ میں (با اخلاق مجاہد)
32 محمد ﷺ کا اخلاق قرآن کریم تھا

مقدمه

اللہ تعالی نے انسانوں کو پیدا فرمایا اوران کے پاس انبیاء اور رسولوں کو بھیجا ، اور معجزات کے ذریعہ ان کی تائید فرمائی تاکہ وہ معجزات اس بات پر دلالت کریں کہ وہ انبیاء جس چیز کی طرف بلا رہے ہیں وہ حق اور صحیح ہے، اور تاکہ وہ معجزات لوگوں پر حجت ہوجائیں تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ہمارے پاس (اللہ کے عذاب سے) کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا، اور نہ ہی کوئی نبی و رسول آیا تاکہ ہمیں بھلائی اور نیکی کی راہ بتاتا اور برائی سے روکتا، چنانچہ انبیاء و رسل سب مخلوق سے بہتر ہیں اللہ نے انہیں چنا تاکہ وہ اسکا پیغام (لوگوں تک) پہنچائیں اور انہیں توحید کی طرف بلائیں اور شرک، کفر اور گناہ سے انہیں ڈرائیں۔

سب سے آخری نبی و پیغمبر حضرت محمد مصطفی ﷺسب سے اچھے اخلاق والے شخص سے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اخلاق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا
وَإِنَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿القلم:٤﴾

(اور بیشک تمہارے اخلاق بڑے اعلی درجے کے ہیں)

چنانچہ نبی ﷺکی عظمت آپکے فضائل و کمالات، آپکی صفات اور انکی پاکیزگی اور آپکے اعلی اخلاق سے ظاہر ہوتی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی شخصیت اور آپکی اصلاح تمام شخصیات اور انکی اصلاح سے بر تر ہے، اور آپکے اعمال کو سبھی کے اعمال پر فوقیت حاصل ہے ، چنانچہ وہ ساری انسانیت کے لیے رحمت ہیں اور اس کے سب سے بڑے اصلاح کنندہ ہیں، نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادشاہوں کی طرح خطرناک جنگوں یا انسانوں کو غلام بنانے کے لیے تشریف نہیں لائے، بلکہ وہ تو اپنے رب کی طرف سے ایک ایسا پیغام لے کر آئے جسکی بنیاد شفقت و رحمت، لوگوں کے درمیان مساوات قائم کرنے، معاشرے کو بچانےاور اس کو پاک کرنے اور اس مقصد میں نرمی و عزم مصمم اور حکمت و رحمت کی راہ چلنے اور اللہ رب العزت کی مقدس کتاب کے مطابق عمل کرنے پر قائم تھی۔

محمد ﷺ اپنے آپ کے ساتھ

وہ ایک عظیم شخص تھے ، انہوں نے عظمت کو بنایا عظمت نے انہیں نہیں، انہوں نے خود اعتمادی اور اپنے نظریہ پر استحکام کے ذریعہ اپنی عظمت کو بنایا، نیز آپکے اخلاق حسنہ، دشمنوں اور دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے نے آپکی ذات گرامی میں اور بھی چار چاند لگا دیئے، اسکے علاوہ آپکے اندر پیچیدہ بیانی اور تکلف و ریاکاری سے بہت دور، عاجزی و انکساری اور لوگوں پر نرمی اور آسانی کرنے والی عمدہ صفات موجود تھیں

اپنے آپ کے ساتھ سچے اور اپنے مبدأ اور نظریہ سے مطمئن تھے، اور آپکے اہداف و مقاصد متعین اور واضح تھےاپنے مبدأ اور نظریہ پر ثابت قدم رہے یہاں تک کہ اپنا خدائی پیغام (لوگوں تک) پہونچا دیا اور اپنے ان اعلی نظریات کو پھیلادیا جن سے اکثر وہ لوگ غافل ہیں جو آپ سے عداوت رکھتے ہیں یا آپکی تنقیص شان کرتے ہیں.

آپ نے وہ تمام خصال حمیدہ اپنے اندر جمع کر لیں تھیں جن کا فطرت تقاضا کرتی ہے اور ان تمام صفات کمالیہ کو اپنے اندر سمو لیا تھا جنکی تمام عقلاء آرزو کرتے ہیں.

جمال خِلقي نے جمال خُلقي و عقلی کو گلے لگالیا تھا، تو ایک ایسا چاند طلوع ہوا جس نے سارے عالم کو منور و روشن کردیا اور ایک ایسا چشمہ ابلا جس نے انسانیت کو دوبارہ زندگی بخش دی جو جہالت و انانیت کے تحت دفن ہو چکی تھی.

محمد ﷺ اپنے خاندان کے ساتھ

رسول اللہ ﷺ کی ذاتی زندگی کا مطالعہ کرنے والا ایسے شخص پر تعجب وحیرت کرے گا کہ سخت اور صحرائی ماحول سے آیا جہاں جہالت و بربریت عام تھی آنے والا شخص بلند و بالا اور بے مثال خاندانی کامیابی کے درجہ کو کیسے پہونچ گیا ؟

چنانچہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کے لیے محبت، لطف و کرم اور اچھے جذبات کا سر چشمہ تھے.

وہ اپنے گھر والوں کے لیے ایک وفادار اور سچے محب تھے، چنانچہ وہ انکے ساتھ ملاعبت اور ہنسی مذاق بھی بھی کرتے تھے اور وہ ان سے محبت و پیار بھرے انداز سے گفتگو کرتے تھے، مثال کے طور پر وہ اپنی پیاری بیوی حضرت عائشہ کے دل میں اپنی محبت کا پیغام اس عمدہ اسلوب سے پیش کرتے تھے کہ وہ کچھ نوش فرمانے کے لیے اپنے مبارک لبوں کو برتن کی اس جگہ رکھتے تھے جہاں سے حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیتی تھیں، انکو ایک ایسا خفیہ پیغام دیتے ہوئے کہ جو انکے دل کو خوش کردے اور انکے شعور و جذبات کو ہلاک کر رکھ دے. چنانچہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی میں اس طرح کی بہت سی مثالیں موجود ہیں.

اسکے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک خوشگوار خاندان میں ایک وفادار شوہر کی نمائندگی کی، لہذا وہ اپنی وفات شدہ بیوی حضرت خدیجہ کو نہیں بھولے، بلکہ وہ انکے فضل و کرم کو یاد کرتے رہتے تھے اور انکے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھتے، اور آپ کی موجودگی میں اگر انہیں کوئی برا بھلا کہتا تو ناراض ہو جاتے تھے، چنانچہ ابو نجیح حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے اس قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ جس میں انہوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم ﷺسے ملنے کی اجازت مانگی:

" حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم) سے عرض کی، اللہ نے آپ کو بوڑھی عورت(یعنی حضرت خدیجہ) کے بدلے میں ایک جوان عورت عطا فرما دی، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم یہ سن کر بہت غصہ ہو گئے یہاں تک کہ میں نے کہا : اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، آج کے بعد انہیں (حضرت خدیجہ کو) بھلائی کے ساتھ ہی یاد کروں گی. "(بخاری)

اسلامی ریاست کے سربراہ، لشکر اسلامی کے قائد اعظم اور اپنے پیروکاروں کے فکری و اخلاقی راہنما ہونے کی حیثیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم پر بھاری بوجھ ہونے کے باوجود بھی وہ اپنے خاندان کے لیے اپنے فرائض کو کبھی نہیں بھولے، لہذا وہ اپنے خاندان کے لیے ایک مددگار محب تھے، چنانچہ وہ اپنی بیویوں کی مدد کرتے اور گھریلو کاموں میں انکا ہات بٹاتے تھے، تاکہ وہ یہ محسوس کریں کہ دین اسلام میں عورت کی کتنی اہمیت ہے اور اس کا کتنا اعلی مقام ہے.

حضرت اسود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:
" میں نےحضرت عائشہ سے پوچھا : نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا : وہ (گھریلو کاموں میں) اپنے گھر والوں کی مدد کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے. " (بخاری)

محمد ﷺ حق گو اور انصاف پسند شخص تھے

وہ حق و سچائی اور عدل وانصاف سے محبت کرتے تھے اور اسی کے مطابق فیصلے بھی کرتے تھے، وہ اس بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے، اور نہ ہی وہ اس معاملہ میں کسی کے جاہ و منصب، اس کے مال و دولت دولت، اور حسب و نسب کی وجہ سے اس کے ساتھ چشم پوشی سے کام نہیں لیتے تھے نہیں بلکہ آپ کے یہاں کمزور طاقتور ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ اپنا حق لے لیتا تھا اور طاقتور آپ کے یہاں کمزور ہو جاتا تھا یہاں تک کہ حقدار کا حق اس سے واپس دلوا دیاجاتا تھا۔

ان کے عدل و انصاف اور حق گوئی کی عظمت کا عالم یہ تھا کہ وہ اس بارے میں کسی کے ساتھ بھی چشم پوشی سے کام نہیں لیتے تھے اگرچہ وہ شخص آپکے نزدیک سب سے محبوب اور پیارہ ہو، چنانچہ ایک بار یہ ہوا کہ ایک عورت نے جو اپنے خاندان میں بہت معزز تھی کوئی چیز چرا لی، جسکی وجہ سے اس پر چوری کی سزا واجب ہو گئی، تو اس کے خاندان والے نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک ایسے صحابی کے پاس گئے جو نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے تھے، تاکہ وہ صحابی نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے اس عورت کی سزا معاف کرنے کی درخواست کریں، تو وہ صحابی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، اور آپ سے اس عورت کی سزا معاف کرنے کی گزارش کی ، تو نبی کریم ﷺ ان سے بہت نارا ض هوئے که وہ ایک مسلمان هوکر عدل و انصاف کی حرمت پامال کرنے کی کوشش کر رهے هں حالانکہ وہ صحابی انکے لیے سب سے پیارہ تھے۔

محمد ﷺ حق گو اور انصاف پسند شخص تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ قریش اس مخزومیہ عورت کے بارے میں بہت فکر مند ہوئے جس نے چوری کی تھی، اس لئے انہوں نے کہا کہ اس معاملے میں نبی کریم ﷺ کے سامنے بولنے کی ہمت اسامہ بن زید (جو نبی ﷺ کے لئے سب سے زیادہ محبوب تھے) کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا، تو حضرت اسامہ نے نبی ﷺ سے اس بارے میں بات کی، تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : کیا تم اللہ کی ایک حد میں سفارش کر رہے ہو ؟! پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلے کے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا تھا کہ اگر کوئی معزز شخص چوری کرتا تو وہ لوگ اسے ایسے ہی چھوڑ دیتے تھے، اور اگر کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ (مسلم)

محمد ﷺ اچھے اور پیارے اخلاق والے شخص تھے

اللہ کے رسول ﷺجن خوبیوں میں سب سے ممتاز ہیں ان سے ایک خوبی دوست و دشمن اور رشتہ دار اور غیر رشتہ دار کے ساتھ آپ کے معزز اور بلند و بالا اخلاق ہیں، اور اس بات کی ہر ایک عادل و منصف گواہی دیتا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺسب کے ساتھ اچھے طریقے سے ملتے تھے، ہمیشہ آپ کے چہرہ پر مسکراہٹ رہتی تھی، برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے تھے، فالتو کاموں میں کبھی مداخلت نہیں کرتے تھے۔

آپ ﷺنے اپنے پیروکاروں کو یہ سکھایا ان میں سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا:

«إنَّ مِن خِيَارِكُمْ أحْسَنَكُمْ أخْلَاقًا»

«تم لوگوں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔»

بلکہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو یہ بھی بتایا کہ جنت میں آپ کے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا :

«إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا ....»

«تم لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پیارا اور قیامت کے دن میرے سب قریب رہنے والا شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔»

نبی کریم ﷺ کے یہ اچھے اور عمدہ اخلاق صرف اپنے پیروکاروں کے ساتھ ہی نہیں تھے بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی تھے، چنانچہ جب آپ ﷺسے مشرکوں پر بد دعا کرنے کے لیے کہا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا : " مجھے لعنت کرنے والا بناکر نہیں بھیجا گیا ہے، بلکہ مجھے تو (سارے جہانوں کے لیے) رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے"۔

محمدﷺ علم و فن اور تہذیب و تمدن کے شخص تھے

شاید عجلت پسند اور غیر منصف، یا نبی ﷺ کو ایمانداری سے نہ پڑھنے والا شخص یہ فیصلہ کرے کہ وہ علم اور تہذیب و تمدن کے خلاف تھے، اور شاید وہ مسلمانوں کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے ایسا کہے اور انہیں پر قیاس کر کے محمد ﷺ اور آپکے دین اسلام پر اس طرح کا حکم لگا دے، لیکن حقیقت میں یہ انصاف نہیں ہی اور نہ ہی یہ علمی تحقیق کے اخلاق سے ہے، کیونکہ منصف و ایماندار محقق اس بات کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ محمد ﷺ نے اپنے پیروکاروں کے لیے علم وفن اور تہذیب و تمدن کے ایسے اصول و ضوابط بنائے جن پر انہوں نے ایک مضبوط اور طاقتور حکومت قائم کی جو سالوں سال رہی اور پوری دنیا میں پھیل گئی، جس کی وجہ سے علم، تہذیب و تمدن ، بلند و بالا اخلاق اور اچھے نظریات دنیا بھر میں پھیل گئے، اور سارے عالم نے اس کے چشمہ سےسیرابی اور اس کے آفتاب سے روشنی حاصل کی اورساری انسانیت اندلس کی اس اسلامی تہذیب و تمدن کو آج تک یاد کرتی ہے کہ جس نے دنیا بھر اور خاص طور سے یورپ کی تہذیب و تمدن میں انقلاب برپا کر دیا۔

اور وہ کیسے علم اور تہذیب و تمدن کے شخص نہ ہوں گے جبکہ ان پر نازل ہونے والی مقدس کتاب (قرآن) میں ان پر سب سے پہلے اترنے والا لفظ " اقرأ " تھا جس کے ذریعے پڑھنے کا حکم دیا گیا، اس کے علاوہ قرآن مجید میں ایک سورہ ہے جس کا نام " قلم" ہے جو علم حاصل کرنے کا سب سے پہلا آلہ ہے۔

محمد ﷺعلم و فن
اور تہذیب و تمدن کے شخص تھے

بلکہ نبی کریم ﷺایک ایسے تہذیب و تمدن والے شخص تھے جس کے اصول و ضوابط ثابت و پختہ ہیں، کوئی بھی شخص اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو جائے لیکن وہ ایک جاہل، وحشي قوم کو جو لوٹ مار اور ظلم و ستم میں زندگی بسر کر رہی ہو ایک ایسی قوم میں تبدیل نہیں کر سکتا جو اچھے اخلاق اور حسن معاملہ میں چوٹی کو پہونچ جائے اور علوم و فنون اور تہذیب و تمدن میں سب پر فوقیت لے جائے۔

لیکن اللہ کے رسول محمد ﷺنے اپنی قوم کو جہالت و تخلف اور ظلم و سرکشی سے نکال کر علم و ترقی کے اعلی درجہ پر پہونچا دیا، چنانچہ انہوں اپنی قوم کے لیے تہذیب و تمدن کے ایسے اصول و ضوابط بنائے جنہوں نے روح اور جسم کے مطالبات میں توازن رکھتے ہوئے ان کے پیروکاروں کو صدیوں تک دنیا کی قیادت و حکمرانی کرنے طاقت و قوت عطا کی جب تک کہ وہ ان اصولوں کو تھامے رہے، لیکن آج جو ان کے پیروکار علم و ادب میں کمزور اور تہذیب و تمدن میں پیچھے ہیں تو اسکی وجہ امریکی اور یورپی استعماری وراثت ہی جس نے اسلامی دنیا میں اپنے ملازمین کو پھیلا دیا ہے اور تمام کاموں کی باگ ڈور ان کے کنٹرول میں کر دی ہے تاکہ وہ محمد ﷺکی تہذیب و تمدن کے اصولوں پر بنی ہوئی ہر ادبی علمی اور تہذیبی انقلاب اور ترقی کو روکیں۔

محمد ﷺ رواداری کے شخص تھے

جھوٹے الزامات اور باطل پروپیگنڈے جن میں تھوڑی بھی علمی ایمانداری نہیں ہے، اور جنھوں نے اللہ کے رسول محمد ﷺ کو اس طرح پیش کیا کہ وہ ایک ایسے راہنما تھے جو رواداری کی مخالفت کرتے تھے، چنانچہ ان جھوٹے الزامات اور باطل دعوں نے نبی کریم ﷺ کی حقیقت بگاڑ کر پیش کی ھے، ورنہ تو حق یہ ہے کہ آپ ﷺ زندگی کے تمام کاموں رواداری کی دعوت دینے والے راہنما ہیں، چنانچہ ان کی عملی زندگی رواداری کی عظیم مثالوں سے بھری ہوئی ہے، ان میں سے ایک یہ کہ کچھ یہودی آپ ﷺ کے لیے موت کی بد دعا کرتے تھے، اور آپ کو یہ وہم دلاتے تھے کہ وہ آپ کو سلام کر رہے ہیں، چنانچہ وہ : 'السلام علیکم (معنی : تم پر سلامتی ہو) کہنے کی بجائے (السام علیکم) کہتے تھے، جس کا مطلب ہے: تم پر موت ہو، چنانچہ نبی کریم ﷺ ان کے اس برے ارادے سے واقف ہو گئے، لیکن آپ ﷺ عظیم رواداری والے شخص تھے، ذرا سوچو کہ اگر ان کی جگہ آپ ہوتے تو کیا کرتے اور آپ کا کیا رد عمل ہوتا؟

میں نبی کریم ﷺ کا رد عمل آپ کو بعد میں بتاؤں گا، پہلے ذرا آپ تصور کریں کہ آپ ایک ایسے حکمران یا بادشاہ ہیں جس کی قوم اس کی فرمانبردار ہے یا آپ حکم دینے والے راہنما اور لیڈر ہیں، اور پھر کوئی شخص آپ کے لیے موت کی بد دعا کرے، اور آپ اسے سن لیں، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ آپ دھوکہ دے اور آپ اسے جان لیں، تو اگرچہ بد دعا کرنے کے معاملہ میں آپ اسے معاف کردیں لیکن آپ اس کے دھوکہ کو معاف نہیں کر سکتے۔

منصف قارئین کرام ! اب میں تمہیں ایسی نازک حالت میں نبی کریم ﷺ کا رد عمل بتاتا ہوں تاکہ تم اپنے آپ ہی فیصلہ کرو، تو ذرا سنو، ایک دن نبی کریم ﷺ) اپنی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ بیٹھے

ہوئے تھے، تبھی کچھ یہودی آپ کے پاس سے گزرے، اور آپ کی توہین اور تنقیص شان کرنے کی غرض سے سلام کرنے کا ڈرامہ کیا لیکن آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور پیاری بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ان یہودیوں کے اس برے ارادہ کو سمجھ گئیں اور ان کو ان جیسے ہی ذلت آمیز الفاظ میں جواب دیا۔

منصف قارئین کرام ! اب میں تمھیں ایسی نازک حالت میں نبی کریم ﷺ کا رد عمل بتاتا ہوں تاکہ تم اپنے آپ ہی فیصلہ کرو، تو ذرا سنو، ایک دن نبی کریم ﷺ) اپنی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تبھی کچھ یہودی آپ کے پاس سے گزرے، اور آپ کی توہین اور تنقیص شان کرنے کی غرض سے سلام کرنے کا ڈرامہ کیا لیکن آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور پیاری بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ان یہودیوں کے اس برے ارادہ کو سمجھ گئیں اور ان کو ان جیسے ہی ذلت آمیز الفاظ میں جواب دیا۔

لیکن اب یہ سوال یہ ہے کہ آیا نبی کریم ﷺاس جواب سے مطمئن اور متفق تھے؟ کیا وہ اس بات سے خوش تھے کہ انکی بیوی نے ان کی توہین کرنے والے لوگوں پر لعنت کی؟
جواب: نہیں، وہ اپنی بیوی کے اس طرح کا جواب دینے سے متفق اور خوش نہیں تھے، بلکہ انہوں نے اپنی پیاری بیوی کو خبردار کرتے ہوئے انہیں رواداری اور نرمی کا حکم دیا اور تشدد اور سختی سے منع کیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں :

یہودی نبی ﷺکو سلام کرتے تو: " السام علیك " (جس کا مطلب ہے: تم پر موت) کہتے تھے، تو عائشہ (یعنی وہ خود) نے ان کی یہ بات سمجھ لی اور جواب دیا : " موت اور لعنت تم پر ہو " تو نبی ﷺنے ارشاد فرمایا: ٹھہرو عائشہ ! بے شک اللہ ہر چیز میں نرمی پسند فرماتا

محمد ﷺ مذہب اور ریاست والے شخص تھے

تاریخ میں کتنے لیڈروں ، بادشاہوں اور عظیم لوگوں نے عظمت و بزرگی اور ایک انسانی پیغام بنانے کی کوشش کی، لیکن تاریخ میں کوئی بھی دنیا کے لئے ایسا دقیق نظام اورقانون نہیں بنا سکا جو جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ روحانی ضروریات کو بھی پورا کرے، بلکہ جس نے بھی اگر کوئی قانون یا نظام بنایا تو وہ یا تو جسمانی ضروریات کی طرف مائل تھا یا پھر روحانی ضروریات پر زیادہ زور دیتا تھا، لیکن نبی ﷺنے دنیا کو ایک محکم قانون اور نظام دیا جس میں انہوں نے جسمانی وروحانی پہلوؤں کو ایک دوسرے سے اس اچھے انداز میں ملایا کہ دنیا نے پہلے کبھی اسکی کوئی مثال نہیں دیکھی، لہذا آپ ﷺنے ایک ایسی ریاست تعمیر کی جو دین و مذہب کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی، اور ایسا دین ومذہب لائے جو اس ریاست اور حکومت کے علاوہ کسی دوسری ریاست و حکومت سے راضی نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ نبی کریم ﷺنے رح کے ان زخموں کی دوا کی جو مادی زندگی نے دیئے تھے، جیسا کہ آپ نے مادی ضروریات کے ان سوراخوں کو بھرا جو صرف روحانی ضروریات کو پورا کرنے کی وجہ سے ہو گئے تھے۔

لہذا آپ ﷺحقیقی و سچے روحانی استاد، ایماندار لیڈر اور منصف حاکم و جج تھے، چنانچہ آپ ﷺنے وحشی قوموں اور جنگی قبیلوں کو مہذب لوگوں میں مربوط کیا، اور انہیں ایک ایسی امت میں تبدیل کیا جس نے عظمت و بزرگی کی بنیاد ڈالی اور عقیدہ توحید کے جھنڈے کے سایہ میں زندگی بنائی۔

لا إله إلا الله محمد رسول الله

(اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد(ﷺ) اللہ کے رسول ہیں

محمد ﷺ صفائی اور ماحول و سوسائٹی کی دیکھ بھال کرنے والے شخص تھے

محمد ﷺکی زندگی اور آپ کا دین جن خاصیتوں کے ذریعہ باقی دوسرے مذاہب اور نظریات سے ممتاز ہے، ان میں سے آپکی وہ عظیم تعلیمات بھي ہیں جو آپ نے اپنے پیروکاروں کے لیے جاری کیں، چنانچہ آپ نے انہیں ایسی تعلیمات دیں جو صفائی کا بہت زیادہ اہتمام کرنا اور سوسائٹی و ماحول کی حفاظت کرنا ان پر ضروری قرار دیتی ہیں۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺنے اپنے پیروکاروں کو دن میں پانچ یا اس سے زیادہ بار جسم کے ان مختلف اعضاء اور حصوںکو دھونے کا حکم دیا جنہیں گندگی لگ جاتی ہے اور جن کے ذریعہ کام کیے جاتے ہیں جیسے چہرہ، منہ، ناک، ہاتھ اور پاؤں، اورجسم کو جتنا ممکن ہو کثرت سے دھوئیں یعنی نہائیں۔

آپ ﷺنے لوگوں کے قریب کی جگہوں میں گندگی پھینکنے سے منع فرمایا۔
انہوں نے اپنے پیروکاروں کو انسان کے گندے فضلات و بقایا کی مکمل صفائی کرنے کا حکم دیا۔

انہوں اپنے پیروکاروں کے لیے کپڑوں کو نجاست و گندگی سے صاف رکھنے کو واجب و ضروری قرار دیا۔

انھوں نے اپنے پیروکاروں کو صحت و تندرستی کے لیے ایک " طبی نمونہ" سکھایا، چنانچہ انھوں نے بیماریوں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے انہیں حکم دیا کہ وہ وبائی جگھوں میں نہ جائیں، اور اگر وہ پہلے سے ہی وہاں ہوں تو وہیں رہیں، کہیں دوسری جگہ نہ جائیں، تا کہ دوسری جگھوں کے لوگ اس سے محفوظ رہیں۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺنے ان اور ان جیسی بہت سی دیگر تعلیمات کے ذریعہ ایک صحت مند اور مفید ماحول میں ایک مکمل و منظم سماج بنایا۔

لہذا نبی کریم ﷺکی تعلیمات میں کپڑے، جسم اور پورے ماحول میں آلودگی اور گندگی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

محمد ﷺباذوق اور خوبصورت شخص تھے

اگر آپ ان چیزوں کے بارے میں پتہ کریں گے جنھیں محمد ﷺسب سے زیادہ پسند کرتے تھے، تو آپ کو تین چیزوں ملیں گی، ان میں سے پہلی چیز خوشبو (عطر) ہے، چنانچہ آپ ﷺاچھی خوشبوؤں کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے، اور عطر کا کثرت سے استعمال فرماتے تھے، اور انکے اندر سے کبھی کسی نے بد بو نہیں سونگھی، اس پر مزید یہ کہ آپ ﷺایسے بلند و بالا ذوق والے شخص تھے جسکی کوئی مثال نہیں مل سکتی، چنانچہ آپ ﷺتمام لوگوں سے خوبصورت دکھتے تھے اور وہ کپڑوں میں لوگوں کے درمیان اس طرح چمکتے تھے جیسے آسمان میں چاند چمکتا ہے۔

اور عظیم بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺاپنے اس دلچسپ اور خوبصورت منظر کے ساتھ اس طرح کے معاشرے و سماج میں ظاہر ہوئے جو بالکل بے ذوق اور صاف صفائی سے بہت دور تھا۔

چنانچہ آپ ﷺخشک صحرا میں ایک خوبصورت اور دلکش پھول، منجمد برفانی میدان میں گرم آگ، اور مردہ زمین میں زندگی کے چشمے کی طرح تھے۔

مسکراہٹ محمد ﷺکا شعارتھی

سماجی دباؤں اور ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں سے بھرے ہوئے آج کے اس زمانے میں انسان کو چہرے پر اس مسکراہٹ کی بہت زیادہ ضرورت ہے جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروکاروں کو عطا فرمائی۔

چنانچہ اللہ کے رسول محمد ﷺنے اپنی تعلیمات پر عمل کرنے والے اپنے تمام پیروکاروں کو زندگی کے تمام بحرانوں اور معاشرے کے دباؤں سے چھٹکارا دلا دیا اور انہیں ذہنی بیماریوں سے آزاد کر دیا جو انسانی کی زندگی کو تلخ و برباد کر دیتی ہیں، اور انہیں سعادتیں اور قلبی چین و سکون عطا فرمایا۔

چنانچہ سفر و حضر، خوشی و غم میں مسکراہٹ نبی اکرم ﷺ کا شعار تھی، آپ ہمیشہ مسکراتے ہوئے دکھائی دیتے تھے، آپ ﷺ کی پیاری مسکراہٹ سے آپ سے ملنے والوں کے دکھ دور ہو جاتے تھے اور آپ کے صحابہ کرام کے زخم بھر جاتے تھے۔

چنانچہ عبد اللہ بن الحارث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں :
" میں نے اللہ کے رسول ﷺسے زیادہ مسکراہٹ والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔" (ترمذی)
لیکن آپ ﷺکبھی بھی بہت زیادہ یا قہقہہ لگا کر اور ٹھٹھہ مارکر نہیں ہنسے کہ شرافت و وقار کی حد کو پار کر جاتے بلکہ آپ ادب و احترام اور عزت و وقار کی حد میں رہ کر صرف مسکراتے تھے۔

چنانچہ عبد اللہ بن الحارث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں :
" رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہنسنا صرف مسکرانا تھا۔"
اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا منہ کھولے اور ٹھٹھے مارے بغیر ہنستے تھے، کیونکہ ٹھٹھے مار کر اور کھلکھلاکر ہنسنا ادب و وقارکے خلاف ہے۔

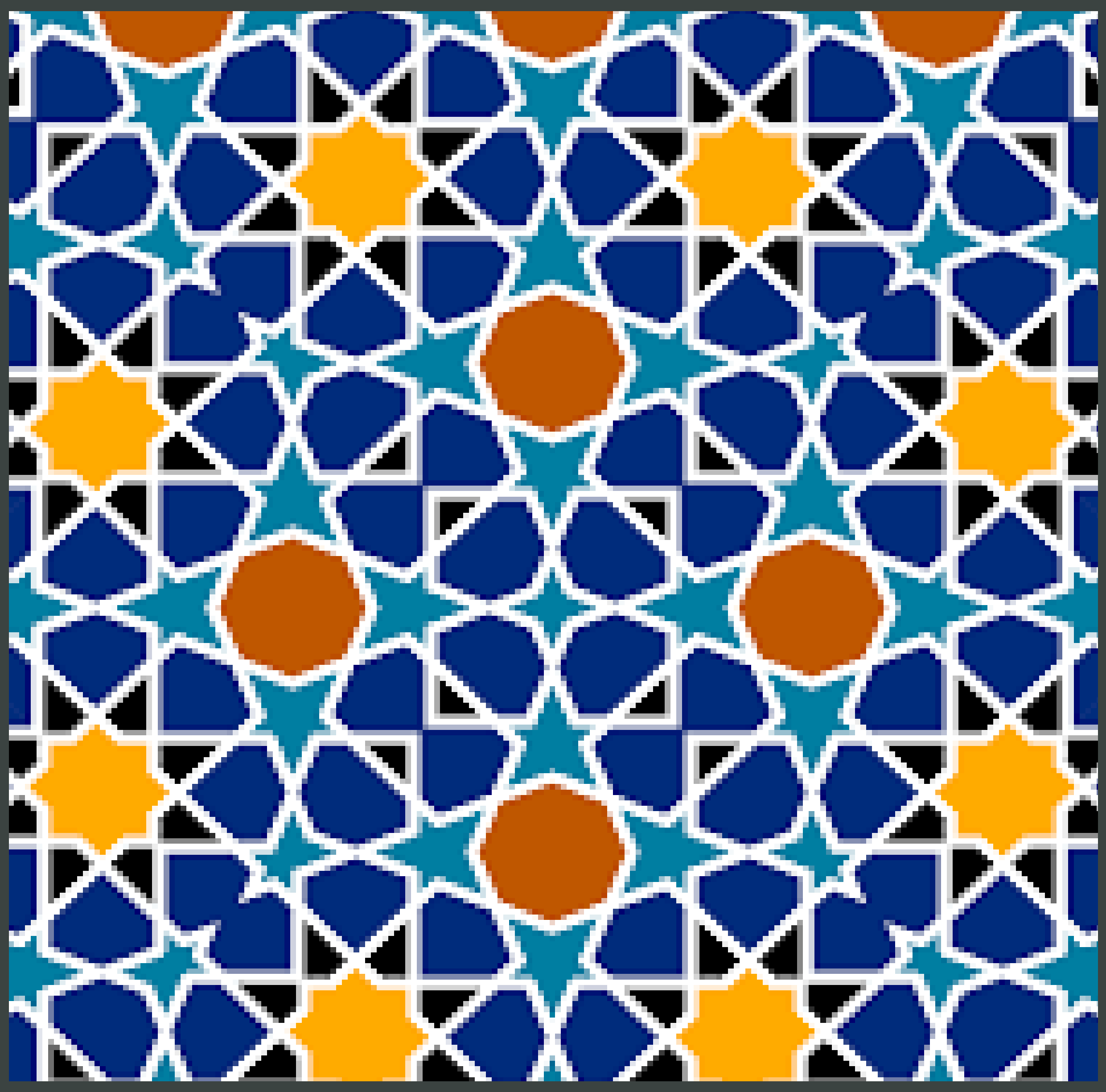
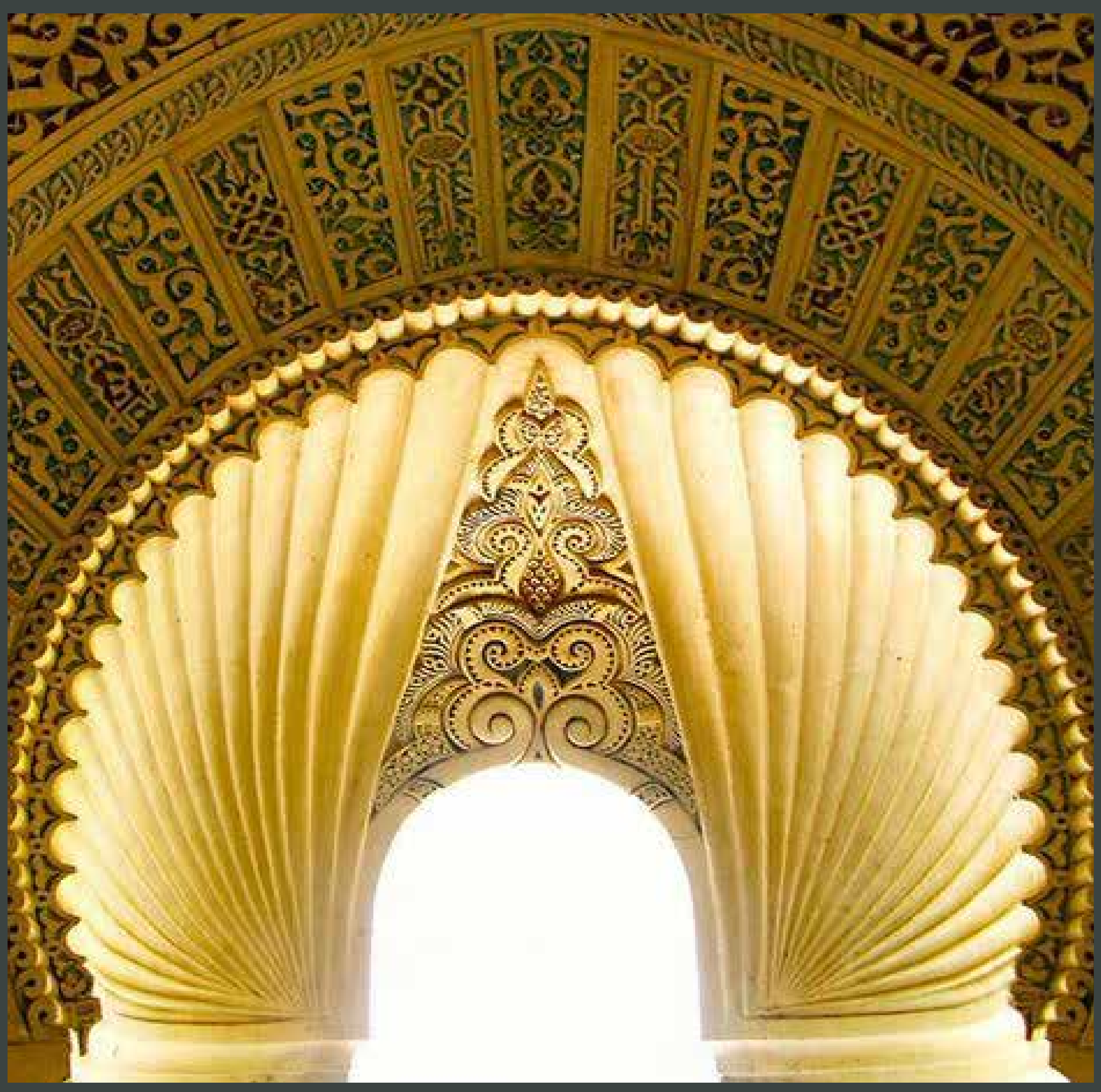

محمد ﷺ بردباری اور اچھی طرح درگزر و معاف کرنے والے شخص تھے

جو بھی عظیم لوگوں اور بادشاہوں کی تاریخ کو پڑھے گا تو وہ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ تمام میں ایک بات عام پائے گا، وہ یہ کہ وہ اپنی ہاری ہوئی جنگوں کا بدلہ اپنی جیتی ہوئی جنگوں میں لے لیتے تھے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فاتح کے اخلاق کی ایک بڑی مثال دی، چنانچہ آپ کو مکہ سے نکالا گیا، آپ کی جائیداد آپ سے چھین لی گئی اور اعلان نبوت کے آغاز میں مکہ والوں نے آپ کو بری طرح ستایا اور بہت زیادہ ظلم وستم کیے، لیکن جب آپ ﷺعظیم کامیابی و فتح و نصرت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے، تو اتنے ظلم وستم کے باوجود بھی آپ کی شخصیت کی عظمت اور آپکے اخلاق کی بلندی نے آپ کو ان مکہ والوں سے بدلہ لینے کی اجازت نہیں دی، چنانچہ آپ ﷺنے ان تمام لوگوں کو معاف کر دیا تھا، جنھوں نے آپ پر بہت زیادہ ظلم و ستم کیے تھے حالانکہ آپﷺان لوگوں سے ان مظالم کا بدلہ لینے کی پوری طاقت وقوت رکھتے تھے۔

اور ان سے کہا: " جاؤ تم آزاد ہو جاؤ "

اس طرح اسلام نے محمد ﷺاور ان کے پیروکاروں کو ایسے بلند و بالا اخلاق کی تربیت دی جنھوں نے خود غرضی اور انانیت کی زنجیروں سے آزاد کر دیا۔

اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان پر نازل ہونے والا قرآن کریم فرماتا ہے :

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (الأعراف ١٩٩)

(اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیرلو)

محمد ﷺ سہولت اور آسانی والے شخص تھے

بے شک محمد ﷺ کو لوگوں پر آسانی اور نرمی کرنا اور ان کے کاموں کو آسان بنانا پسند تھا، اور انہیں لوگوں پر سختی کرنا اور انکے کاموں کو سخت و مشکل بنانا پسند نہیں تھا۔

چنانچہ انہوں نے اپنے پیروکاروں سے فرمایا:
لوگوں کو بشارت دو اور انہیں متنفر نہ کرو (یعنی انہیں اپنے پاس سے بھگاؤ مت) اور آسانی کرو اور سختی و دشواری نہ کرو ۔"

اور یہ بھی فرمایا :
" تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، سختی کرنے والے بناکر نہیں بھیجے گئے ہو ۔"

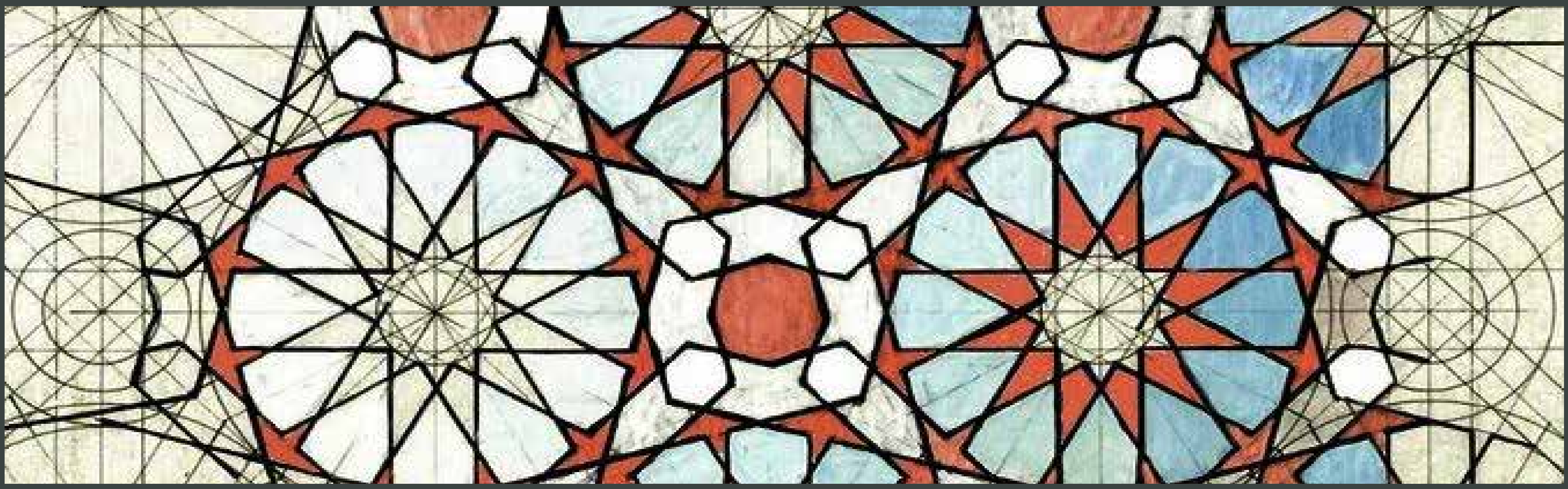

محمد ﷺ نرم دل ساتھی تھے

اس شخص پر آپ کا ردعمل کیا ہو گا جو آپ کی کسی ایسی چیز کی توہین کردے جسے آپ بے پناہ محبت کرتے ہوں؟ اگر آپ ایک مذہبی شخص ہیں اور کوئی شخص آئے اور بری طرح سے آپ کی عبادت کی جگہ کو گندہ کردے، تو اس وقت آپ کا کیا رد عمل ہوگا ؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ غصہ آجائے گا اور فوراً اسے سزا دینے کے لیے دوڑیں گے، لیکن اللہ کے رسول ﷺنے ایسا نہیں کیا، کیونکہ وہ فوری رد عمل پر یقین نہیں کرتے تھا، اور اپنے آپ پر انہیں پورا قابو تھا، کیونکہ وہ کوئی بھی کام بہت سوچ سمجھ کر کرتے تھے، اور ہر پریشانی و مشکل اور حادثہ کو بڑے ہی اچھے انداز اور دور اندیشی سے حل کر تے تھے، مندرجہ ذیل واقعہ اس بات پر شاہد ہے چنانچہ دیہات سے ایک شخص آیا جس کا اس نئی تہذیب و تمدن سے سے کوئی تعلق نہیں تھا، جو نبی اکرم ﷺنے اپنے پیروکاروں کے درمیان شہر مدینہ میں بنائی تھی، چنانچہ اس دیہاتی شخص نے شہر مدینہ کے ثقافت یافتہ لوگوں کے سامنے ایک عجیب کام کیا،

کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ عجیب کام اور رویہ کیا تھا؟
جی ہاں، یقیناً یہ ایک بہت ہی عجیب و غریب کام ہے کہ کوئی شخص ایک محترم و مکرم اور عام جگہ آکر سب لوگوں کے سامنے پیشاب کر دے، یہی اس دیہاتی شخص نے محمد ﷺاور آپ کے صحابہ کرام کے سامنے کیا، چنانچہ وہ شخص آیا اور مسجد میں جو کہ سب سے مقدس جگہ ہے پیشاب کرنے لگا، یہ ایک بہت ہی شرمناک اور تعجب خیز منظر تھا، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آپ کو روک نہ سکے اور اس شخص کو اس کے برے سلوک یعنی پیشاب کرنے سے رکنے کے لیے زور سے چلائے، اگرچہ یہ

واقعہ صرف کچھ ہی سیکنڈ میں پیش آیا لیکن اس تھوڑے سے وقت میں بھی محمد ﷺ کا رد عمل آپ کی عقل و سوچ سمجھ پر سبقت نہ کر سکا، چنانچہ انہیں چند لمحات میں نبی اکرم ﷺ نے اس دیہاتی کی فطرت کو پہچان لیا جس نے آپ کی عبادت اور آپ کی سلطنت کے کاموں کی کارروائی کی جگہ پیشاب کر دیا تھا، چنانچہ آپ اپنی ذہانت و فطانت سے سمجھ گئے کہ وہ ان پڑھ ہے اور اس کا یہ عمل کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ اس تہذیب و تمدن اور ثقافت سے پسماندگی کا نتیجہ ہے جو انہوں نے اپنے دارالحکومت (شہر مدینہ) میں قائم کی تھی، لہذا آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ خاموش ہو جائیں اور اس پر غصہ اور سختی نہ کریں، اور جب اس دیہاتی نے پیشاب کر لیا تو محمد ﷺ خود اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ محبت اور نرمی سے بات کی اور کہا کہ یہ پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہے، چنانچہ وہ دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی اچھی تعلیم، آپ کے اچھے سلوک اور عمدہ اخلاق سے بہت خوش ہوا اور کہا:

" اے اللہ! مجھ پر اور محمد (ﷺ) پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم مت فرما ۔"

محمد ﷺ عظیم
اور اعلی ریاضت ورزش پر ابھارتے تھے

محمدﷺنے اپنے پیروکاروں کو ایسی عظیم اور اعلی ریاضت ورزش پر ابھارا جس سے جسم کو طاقت و قوت اور روح کو سکون ملے اور معاشرہ کے لیے نفع بخش ہو بشرطیکہ اس میں جان و مال کی تباہی و بربادی اور اخلاقی فساد نہ ہو۔
نبی اکرم ﷺنے خود کچھ قسم کی ریاضت و ورزش کیں جیسے دوڑ،کشتی اور گھڑ سواری۔

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئین و دستور میں ریاضت و ورزش کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ عظیم الشان روحی ریاضت اور عمدہ اخلاق اور بلند و بالا مقاصد کے تحت ہو۔

محمد ﷺ ممتاز و بے مثال شہری منصوبہ بندی کے بانی ہیں

الله کے رسول ﷺ نے بیابان صحرا میں جس نے کبھی تہذیب و تمدن نہیں دیکھا، ایک منفرد اور شاندار شہری نظام قائم کیا جو شاندار منصوبہ بندی اور سلطنت و معاشرہ کی مصلحتوں و مفادات کی رعایت پر ایک ایسے خوبصورت اور دلچسپ انداز میں مشتمل تھا جس کی مثال نہیں مل سکتی۔

لہذا مسجد نبوی شریف مرکز دارالحکومت اور کنٹرول سینٹر، اور اہم واقعات اور ہنگامی حالتوں کے وقت افراد امت کے لئے مرکز کانفرنس تھی۔

اور یہ مرکز (مسجد) غریب اور محتاج کے لئے پناہ گاہ بھی تھا جہاں ریاست اور صدقہ و خیرات والے لوگ ان کے لیے کھانا، کپڑوں اور گھر کا انتظام کرتے تھے، اس کے علاوہ وہ مرکز ان اجنبیوں کے لیے بھی پناہ گاہ تھا جو ریاست کے باہر سے آتے تھے، تو وہ یہی کھاتے پیتے اور رہتے تھے۔
اور یہ شہری منصوبہ بندی جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دارالحکومت میں قائم کی، مسجد کے قریب کے گھر والوں اور بازار کے لوگوں پر مبنی تھی تاکہ وہ با آسانی ایک دوسرے سے اور نیز کنٹرول سینٹر سے رابطہ کر سکیں۔

محمد ﷺ ایک عظیم مربی و معلم تھے

منصف اور ایماندار محقق اس حیرت انگیز صلاحیت کو دیکھ کر حیران ہو جائے گا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی، جس کے ذریعے انہوں نے ایک ایسی قوم کو جو لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتی تھی، ایک ایسی قوم میں تبدیل کر دیا جو علم پر فخر کرنے لگی اور اسکی ریاست اور معاشرے میں اعلی درجے کے علماء پیدا ہونے لگے۔

اور جب کوئی محقق اس کامیابی کے پیچھے کے راز کو تلاش کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبیﷺ کوعظیم تعلیمی و تربیتی صلاحیتوں سے نوازا تھا، چنانچہ آپﷺ فصیح خطیب، بلیغ ادیب، اطمینان بخش لیکچرر اور ایک کامیاب مربی و استاد تھے۔

اور اس کامیابی میں جس چیز نے ان کی مدد کی وہ یہ کہ وہ بات چیت، توجہ مبذول کرانے اور ذہن و عقل کو معلومات کے قریب کرنے کے اسالیب و طریقے اچھی طرح جانتے تھے جن کا محمد ﷺ کی تربیتی و تعلیمی کامیابی میں بنیادی اثر تھا۔

اس مثال پر غور کریں جب وہ اپنے صحابہ سے پوچھتے ہیں: مفلس کون ہے؟ پھر آپ ﷺان کے جواب کا انتظار کرتے ہیں حالانکہ آپ جانتے تھے کہ وہ غلط جواب دیں گے، لیکن یہ معلومات کو ذہن میں مستحکم کرنے کے لئے بات چیت کا دانشورانہ طریقہ ہے ، پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد آپ کے صحابہ نے غلط جواب دیا، چنانچہ آپ نے ان کے جواب کو صحیح سے سنا اور پھر انہیں صحیح جواب دیا۔

جیسا کہ نبی اکرم ﷺنے ایسی تعلیمات صادر فرمائیں جو ہر مرد اور عورت پر ایک مخصوص درجہ کی تعلیم حاصل کرنا لازم قرار دیتی ہیں، نیز جو اعلی تعلیم حاصل کرنا چاہتا اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی، چنانچہ اس چیز نبی اکرم ﷺکی تعلیمی و تربیتی میدان میں تبدیلی کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔

چنانچہ آپ کی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے:
طلب العلم فریضة علی کل مسلم
(ہر مسلمان کے لیے علم حاصل کرنا ضروری(فرض) ہے)
اور نبی اکرم ﷺاور آپ پر نازل ہونے والی مقدس کتاب یعنی قرآن مجید کے خطاب میں لفظ "مسلم " مرد اور عورت دونوں کو شامل ہوتا ہے۔

محمد ﷺ جنگ میں (با اخلاق مجاہد)

جنگ میں دشمن فوجوں کے ساتھ آپ کے عمدہ اخلاق:

نبی اکرم ﷺ اپنے بلند و بالا اخلاق اور قرآن مقدس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے جنگ میں کسی کو دھوکہ نہیں دیتے تھے اگرچہ وہ آپ کا دشمن ہی کیوں نہ ہو، اور نہ ہی وہ کسی سے کیا ہوا اپنا کوئی معاہدہ توڑتے تھے جب تک کہ وہ خود نہ توڑ دے، جیسا کہ آپ ﷺ دشمنوں کے ساتھ جنگ میں جنگ کے زخمیوں اور قیدیوں کو اذیتیں نہیں دیتے اور نہ ہی ان کے جسم کے اعضاء کاٹ کر انکی صورتیں بگاڑتے خواہ آپ ﷺ کی فتح ہوتی یا آپکے دشمن کی جیت، بلکہ وہ اپنے مجاہدین اور اپنے لشکر کے سپاہ سالاروں کو بھی ایسا کرنے سے منع فرماتے تھے اگرچہ کچھ بھی ہو جائے۔

اور اس طرح آپ ﷺ اور آپ کے پیروکاروں نے دوران جنگ عمدہ اخلاق پیش کر کر پوری انسانیت کے لیے ایک بہترین مثال قائم کی۔

دشمن لشکر کی صف میں رہنے والی خاتون کے ساتھ آپ کے عمدہ اخلاق:

یہ حیرت انگیز مثال پڑھیں جو دل و دماغ کو ہلا کر اور جذبات کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔

چنانچہ محمد ﷺکی اپنے دشمنوں کے ساتھ خطرناک جنگوں میں سے ایک جنگ میں آپ کے لشکر کے ایک مجاہد نے جو آپ کی بارگاہ کا تربیت یافتہ تھا یعنی آپ ﷺکے چچا زاد بھائی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک نقاب پوش دشمن سپاہی کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺکے لشکر کے زخمیوں اور شہیدوں کے درمیان گھوم رہا ہے اور انکے جسموں کے اعضاء کاٹ کر ان کی صورتیں بگاڑتا پھر رہا ہے یہاں تک کہ اس نے ان کے سب سے قریبی یعنی ان کے اور ان کے قائد اعظم سرور کائنات اللہ کے رسول ﷺکے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اعضاء کو کاٹ کر ان کا بھی مثلہ کر دیا، چنانچہ اس منظر نے انہیں بہت غضبناک کر دیا اور انہوں نے اس نے سپاہی کو مار کر اس سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا، اور وہ فوری طور پر تیز تیر کی طرح اس کے پاس پہنچ گئے، لیکن جیسے ہی اسے مارنے کے لیے انہوں نے اپنی تلوار اٹھائی وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ وہ مرد کا لباس پہنے ہوئے ایک دشمن عورت ہے، یہاں آپ اس عجیب منظر اور محمد ﷺکے مجاہدین کے اعلی نظریات پر توجہ کریں، چنانچہ دشمن کے سر پر تلوار اٹھانے کے انہیں لمحات میں آپ ﷺکے اس مجاہد نے بدلہ لینے اور ان اعلی نظریات کے درمیان توازن کر لیا جو اس نے آپ کے یہاں سیکھے تھے، چنانچہ اس کے نفس پر آپ ﷺکی دی ہوئی تربیت غالب آ گئی لہذا اس نے اپنی تلوار کو نیچے ڈالا اور اپنے غصہ کو دور کر دیا، اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اتنا برا سلوک کرنے کے باوجود بھی اس عورت کو ایسے ہی چھوڑ دیا۔

تو دیکھو یہ کیسے عظیم اخلاق ہیں؟!! اور یہ کیسے بلند نظریات ہیں ؟!! یہ کس طرح کی عظمت ہے؟!!! دشمن ہونے کے باوجود بھی، عورت کا کیسا احترام اور اس پر کیسا رحم و کرم ہے؟!!! یہ صرف نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے پیروکاروں کی عظمت ہے، اور اس مذہب اسلام کی عظمت ہے جس نے ان کو یہ نظریات دیئے۔

قیدیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے اخلاق :

انسانی حقوق کے بیانات اور بین الاقوامی معاہدوں کے باوجود، قیدی اب بھی نفسیاتی اور جسمانی اذیت اور انسانی حقوق کی پامالی کی دلدل میں پھنسا کرہا رہا ہے۔
لیکن ١٤ صدیوں سے پہلے ہی، اللہ کے رسول محمد ﷺنے پوری دنیا کو جنگ کے قیدی کے ساتھ برتاؤ کرنے کا ایک عظیم قانون اور خوبصورت نظام عطا کیا اگر اس پر عمل کیا جائے تو اس حیران دنیا میں قیدیوں کو ان تکلیفوں اور مصیبتیں سے نجات مل جائے گی جو ہر زندہ ضمیر اور عمدہ اخلاق والے کے جذبات کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہیں۔
اور وہ قانون یہ ہے کہ نبی اکرم محمد ﷺنے کسی بھی وجہ سے قیدیوں کے حقوق کو پامال کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ کے نزدیک جسمانی یا نفسیاتی طور پر طور پر قیدی کو اذیت پہنچانا سخت منع ہے، اور اسے برا بھلا کہنا اور گالی دینا بھی جائز نہیں ہے اور اسی طرح اس کا کھانا پینا بند کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

بلکہ، قیدی پر نبی اکرم محمد ﷺ اور آپ کے پیروکاروں کی رحمت کا عالم یہ تھا کہ وہ قیدی کو اپنے کھانے پینے پر کو ترجیح دیتے تھے، نبی اکرم ﷺاور آپ کے پیروکاروں کی زندگی میں آپ کو ایسی مثالیں بہت مل جائںں گی،
انہیں میں سے ایک وہ کہ جس کے بارے میں آسمان سے سے قرآن کریم نازل ہوا اور اس عمل کی مدح سرائی کی، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے پیروکاروں کی تعریف کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے:

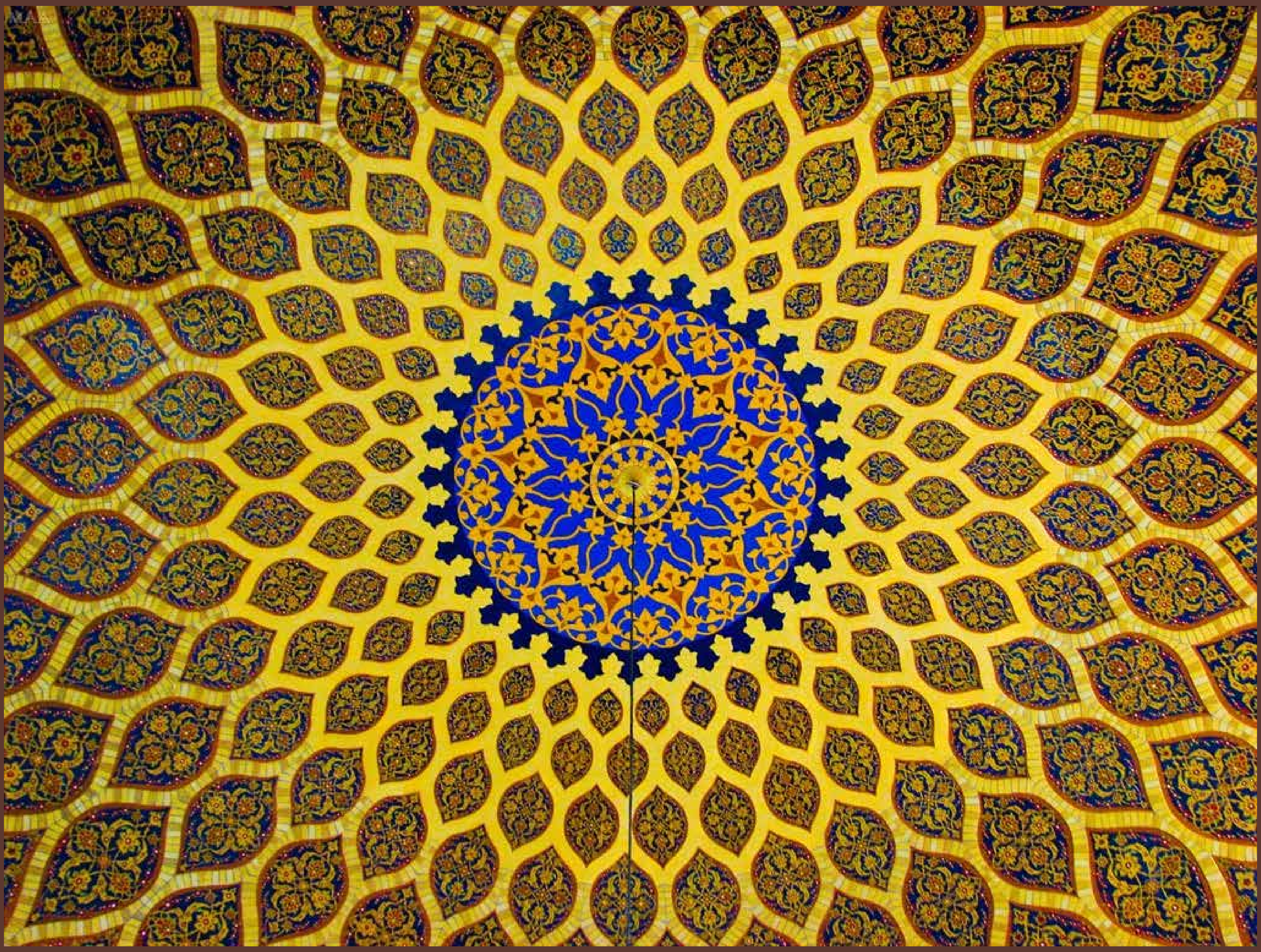

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (الإنسان :٨)

(اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو) یعنی محمد ﷺاور ان کے پیروکار کھانے میں قیدی کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، یعنی اسے کھلا دیتے ہیں حالانکہ انہیں خود اس کھانے کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔

چنانچہ آج اس زمانے میں قیدیوں کو نبی اکرم محمد ﷺاور ان کی تعلیمات کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ ان کے زخموں کو بھریں اور ان کے آنسوؤں کو پونچھیں، اور انہیں ان کے حقوق بلکہ ان کی انسانیت واپس دلوائیں جو تباہ کن ہتھیار اور جھوٹے ناموں پر مبنی گندی جنگوں کی تہذیب نے ان سے چھین لی ہے۔

اور آخر میں اب ہم یہ کہتے ہیں کہ عصر حاضر کی تہذیب و ثقافت کے مقابلے میں نبی اکرم محمد ﷺپر مکمل طور پر ہمیں فخر کرنا چاہئے کیونکہ نہ صرف ادعائی اور شعاری طور پر جیسا کہ آج کے ممالک کر رہے ہیں بلکہ عملی طور پر انہیں انسانی حقوق کی رعایت کرنے میں سب پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ ہمارا پوری دنیا کو چیلنج ہے کہ نبی کریم محمد ﷺکی زندگی میں ایک بھی ایسی مثال دکھادے کہ جس میں قیدی کو جسمانی یا نفسیاتی اذیت و تکلیف دے کر اس کے حقوق کی پامالی کی گئی ہو۔

محمد ﷺ کا اخلاق قرآن کریم تھا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے، چنانچہ سعد بن حشام بن عامر کے مدینہ آنے والی ایک طویل حدیث میں ہے کہ وہ کچھ مسائل کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس آئے، چنانچہ وہ کہتے ہیں:
" پھر میں نے کہا، اے مومنوں کی ماں! اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق کے بارے میں مجھے بتائیں؟

تو انہوں نے ارشاد فرمایا : کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟
میں نے کہا: کیوں نہیں.
انہوں نے فرمایا کہ: بے شک اللہ کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا.
وہ کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ اٹھوں اور مرتے دم تک کسی سے بھی کچھ نہ پوچھوں .... (مسلم)

اور ایک دوسری روایت میں ہے :
میں نے کہا: اے مومنوں کی ماں! مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں بتاؤ؟
انہوں نے فرمایا : اے میرے بیٹے! کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:
وَإِنَّكَ لَعَلى خُلُقٍ عَظِيمٍ
(اور بے شک تمہارے اخلاق بڑے اعلی درجے کے ہیں)
(ابو یعلی نے صحیح سند کے ساتھ اس روایت کی تخریج کی ہے: (۸/۲۷۵

امام نووی رحمہ اللہ مسلم شریف کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں :
" اس کا مطلب ہے : اس (قرآن) پر عمل کرنا، اس کی حدوں سے تجاوز نہ کرنا، اور اس کے آداب و تعلیمات کو پکڑے رہنا، اس کی مثالوں اور قصوں سے عبرت حاصل کرنا، اس میں غور و فکر کرنا اور اس کی اچھی طرح تلاوت کرنا "

اور ابن رجب "جامع العلوم والحکم " میں کہتے ہیں:
" یعنی وہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن کریم کے آداب سے آراستہ اور اس کے اخلاق و تعلیمات سے مزین تھے، چنانچہ قرآن کریم نے جس کی تعریف کی اسی میں ان کی رضا و خوشنودی تھی، اور جس کی قرآن مجید نے برائی کی اسی میں ان کی ناراضگی و ناخوشگواری تھی، اور حضرت عائشہ رضي اللہ عنہا سے ہی ایک روایت ہے، چنانچہ وہ کہتی ہیں:
" ان کا اخلاق قرآن تھا، اس کی رضا میں ان کی رضا تھی، اور اس کی ناراضگی میں انکی ناراضگی تھی. "

علامہ مناوی " فیض القدیر " میں لکھتے ہیں:
" یعنی جو اوامر و نواہی اور وعد و وعید وغیرہ پر قرآن کریم نے بیان کیے "

اور قاضی نے کہا:
" یعنی نبی کریم ﷺکے اخلاق جو کچھ قرآن میں ہے سب کو شامل تھے، کیونکہ جس چیز کو بھی قرآن کریم نے اچھا کہا اور اس کی تعریف کی اور اس کی طرف بلایا ان سب سے آپ ﷺمزین و آراستہ تھے، اور جس چیز کو بھی قرآن کریم نے برا کہا اور اس سے منع کیا تو آپ ﷺاس سے بچتے اور دور رہتے تھے، چنانچہ اس طرح قرآن مجید آپ ﷺکے اخلاق کا واضح بیان ہے......"

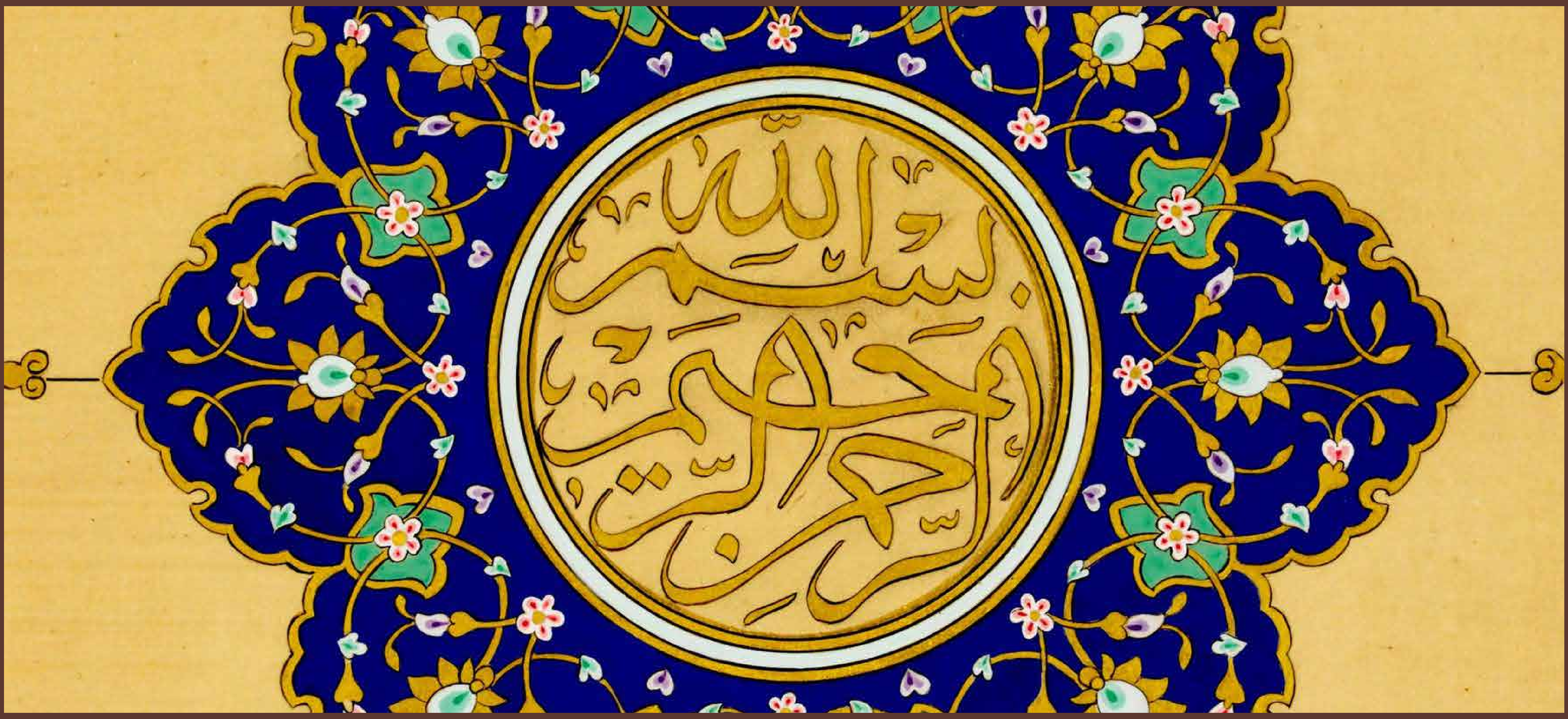

امام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ" إحياء علوم الدين "میں ارشاد فرماتے ہیں:
نبی کریم ﷺ کے ان اخلاق کی جملہ خوبیوں کا بیان جنہیں بعض علماء کرام نے احادیث و اخبار سے لیکر ایک جگہ جمع کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں:
نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ بردبار، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ عادل وانصاف ور، اور سب سے زیادہ پاک دامن تھے، انھوں نے کبھی بھی کسی ایسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا جس کے رقبہ یا ملک بضعہ کے وہ مالک نہیں تھے یا پھر وہ غیر محرم عورتوں میں سے تھی، اور وہ سب سے زیادہ سخی تھے، یہاں تک کہ ایک رات کے لیے بھی اپنے گھر میں ایک بھی درہم اور دینار نہیں روکتے، اگر کچھ بچ جاتا اور رات ہو جاتی اور کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جسے وہ بچا ہوا مال دیتے تو جب تک وہ اسے حاجتمند کو دے نہیں دیتے تھے اپنے گھر تشریف نہیں لے جاتے تھے،

اور اللہ تعالی جو انہیں عطا فرماتا تو وہ اس میں سے صرف سال بھر کفایت کرنے والی سب سے آسان اور ہلکی چیز جیسے کھجور اور جو وغیرہ اپنے لیے روکتے اور باقی سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے، جب بھی کسی نے ان سے کوئی چیز مانگی تو آپ ﷺنے اسے وہ دے دی اور اسے واپس نہیں کیا، اور پھر اپنی سال بھر کی خوراک میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے حالانکہ بسا اوقات اگر کوئی دوسری چیز نہیں آتی تھی تو سال ختم ہونے سے پہلے ہی انہیں اس کی سخت ضرورت پڑ جاتی تھی، آپ ﷺاپنی چپلیں خود ہی سی لیتے اور اپنے کپڑے پر خود ہی پیوند لگا لیتے تھے، گھروں کے کاموں میں گھر والوں کی مدد کرتے تھے اور ان کے ساتھ گوشت بھی کٹواتے تھے، آپ سب سے زیادہ حیا والے تھے، آپ کی نظریں کسی کے چہرے پر جمی نہیں رہتی تھیں، اور غلام اور آزاد سب کی دعوت قبول فرماتے، تمام تحائف قبول فرماتے اگرچہ دودھ کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو، اور بدلے میں کچھ دیتے بھی تھے، آپ ﷺصدقہ نہیں کھاتے تھے، باندی اور مسکین کا جواب دینے میں تکبر نہیں کرتے تھے، اللہ کے لیے غصہ ہوتے اپنے لیے نہیں، اور حق نافذ کرتے اگرچہ اس میں آپ کا یا آپ کے صحابہ کا نقصان ہو، چنانچہ آپ کے اکابرین صحابہ میں سے کسی کی نعش یہودیوں کے علاقہ میں ملی، تو آپ ﷺنے ان پر سختی نہیں کی اور حق سے زیادہ کچھ نہیں کہا، بلکہ آپ ﷺنے سو اونٹ ان مقتول صحابی کی دیت میں دیئے حالانکہ ان کے صحابہ کرام کو ایک ھی اونٹ کی بہت سخت ضرورت تھی۔

اور وہ بھوک کے باعث اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے، اور آپ حلال کے علاوہ کچھ نہیں کھاتے تھے، ٹیک لگا یا میز پر بیٹھ کر نہیں کھاتے تھے، آپ اپنی پوری زندگی کبھی بھی لگاتار تین دن روٹی سے شکم سیر نہیں ہوئے وہ ایسا اس لیے کرتے تھے کہ انہیں کم کھانا پسند تھا غربت و کنجوسی کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے تھے، آپ ولیمہ کی دعوت بھی قبول کرتے تھے، بیماروں کی عیادت کرتے اور جنازوں میں شرکت کرتے تھے، اپنے دشمنوں کے درمیان بغیر کسی محافظ کے تنہا چلتے تھے، وہ سب سے زیادہ تواضع و انکساری کرنے والے اور سب سے زیادہ پر سکوں اور خاموش مزاج تھے، تکبر نہیں کرتے تھے، سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے، لمبی بات نہیں کرتے تھے، سب سے زیادہ خوبصورت تھے، دنیوی کسی چیز کے لیے فکر مند نہ ہوئے، جو مل جاتا پہن لیتے تھے، سواری پر اپنے پیچھے غلام یا دوسرے کو سوار کر کر لیتے تھے، سواری کے لئے جو کچھ بھی دستیاب ہوتا اس پر سوار ہو جاتے تھے، کبھی گھوڑے ،

کبھی اونٹ ، کبھی خچر اور کبھی دراز گوش پر سوار ہوتے تھے، اور کبھی ٹوپی، عمامہ شریف اور قمیص کے بغیر پیدل چلتے تھے، خوشبو پسند فرماتے تھے، اور بدبو سے نفرت کرتے تھے، فقیروں اور غریبوں کے ساتھ بیٹھتے اور مسکینوں کے ساتھ کھانے کھاتے تھے، اور اچھے اخلاق والوں کو عزت و احترام سے نوازتے تھے، اور اہل شرف پر احسان کر کے ان کی تالیف قلب فرماتے تھے، وہ رشتہ داروں کے ساتھ رشتہ داری قائم رکھتے، لیکن ان سے افضل و بہتر افراد پر انہیں فوقیت نہیں دیتے، کسی پر سختی نہیں کرتے تھے، جو عذر پیش کرتا اس کا عذر قبول فرماتے تھے،اور مذاق کرتے تھے لیکن حق سے سوا کچھ نہیں کہتے تھے، بنا قہقہہ لگائے ہنستے تھے، جائز کھیل دیکھتے تو منع نہیں فرماتے تھے، اپنی بیویوں سے مسابقہ کرتے اور دوڑتے تھے، آپ کے خلاف آوازیں اٹھتیں تو صبر کرتے تھے، آپ ﷺ کے غلام اور باندیاں تھیں لیکن آپ ان سے اچھا نہیں کھاتے پہنتے تھے، آپ کا کوئی بھی وقت ایسے کام میں نہیں گزرتا تھا جو اللہ کے لیے نہ ہو یا پھر وہ آپ کی بہتری کے لیے نہ ہو، کسی غریب و مسکین کو اس کی غریبی و مسکینی یا دیر پا مرض کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے، اور نہ ہی بادشاہ سے اس کی بادشاہت کی بنا پر ڈرتے تھے، چنانچہ آپ دونوں‌کو یکساں اللہ تعالی کی طرف بلاتے تھے۔

ابو بحتری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں :
" اللہ کے رسول ﷺ نے جب بھی کسی مسلمان کو ناراضگی میں کچھ کہا تو آپ کا وہ کہنا اس کے لیے کفارہ اور رحمت بن گیا"
نیز نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :
میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، اور لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں"
اور جب آپ ﷺ سے کسی مسلمان یا کافر کے لیے بد دعا کرنے کے لیے کہا جاتا تو آپ بدعا کرنے کے بجائے اس کے لیے دعا فرماتے تھے، آپ نے کبھی بھی کسی کو مارنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھایا، اور جب بھی آپ ﷺ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان چیز کو اختیار فرماتے جبکہ اس میں کوئی گناہ یا رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ ہوتا، اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو مبعوث کرنے سے پہلے توریت میں آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
محمد اللہ کے رسول ہیں، میرے پسندیدہ بندے ہیں، نہ تند مزاج ہیں اور نہ ہی سخت دل اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے ہیں، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے ہیں بلکہ عفو و درگزر کردیتے ہیں"
آپ ﷺ کے اخلاق میں سے یہ بھی تھا کہ جس سے بھی آپ ملتے تو پہلے اسے سلام کرتے تھے، اور اگر کوئی کسی حاجت و ضرورت کے لیے آتا (اور آپ کے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا) تو اس سے صبر کرنے کو کہتے یہاں تک کہ وہ خود ہی چلا جاتا تھا، اور جب بھی مصافحہ کرنے کے لیے کوئی آپ کا دست مبارک پکڑتا تو جب تک وہ ہاتھ خود نہ چھوڑا لے تب تک آپ اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے، مجلس میں جیسے آپ کے صحابہ کرام بیٹھتے تھے ویسے ہی آپ بیٹھتے تھے، اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران: ۱۵۹)

(تو یہ کیسی کچھ اللہ کی مہربانی کہ اے محبوب! تم ان کے لیے نرم دل ہوئے، اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔)

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اچھی سیرت اور مکمل سیاست (یعنی لوگوں اور ان کے حالات کو سنبھالنے کا بہترین طریقہ)کے عطا فرمایا، اگرچہ آپ امی تھے پڑھنا لکھنا آپ نے کسی انسان سے نہیں سیکھا، بنا ماں باپ کے یتیمی و غربت کی حالت میں ، بکریاں چراتے ہوئے جہالت و بربریت کے شہر و جنگل میں آپ کی نشوونما ہوئی، لیکن اللہ تعالی نے تمام اچھے اخلاق، خصال حمیدہ، اولین و آخرین کا علم، دنیا و آخرت میں فلاح و بہبودی کے طریقے، واجبات کی پابندی اور فضولیات سے پرہیزگاری سب کچھ سکھا دیا، اللہ تعالی ہمیں آپ ﷺ کے فرمان کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔ (اختصار کے ساتھ اقتباس ختم ہوا)

کوئی بھی شخص یہ نہ سمجھے کہ جو کچھ اوپر بیان ہوا سب اختراعی باتیں اور من گھڑت کہانیاں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ مندرجہ بالا بیان کی ہر بات مسانید، صحاح اور سنن کی بہت سی صحیح مسند حدیثوں سے ثابت ہے، لیکن اختصار کی وجہ سے یہاں وہ حدیثیں ذکر نہیں کیں، اور جو انہیں جاننا چاہتا ہے تو وہ امام ترمذی کی کتاب " شمائل محمدیہ" کا مطالعہ کرے۔

PARTNERS OF SUCCES

Knowingallah.com

Guidetoislam.com

Islamicfiqh.net

Edialogue.org

www.rasoulallah.net

الله کےرسول محمد ﷺ کی ذات گرامي

www.rasoulallah.net